OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

نسخ کی شرائط: اصولیین اور امام طحاوی کی آرا کا تجزیاتی مطالعہ

Terms of Abrogation: An Analytical Study of the Opinions of Fuqahā and *Imām al-Ṭaḥāwī*

Dr. Muhammad Waris Ali
Assistant Professor of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore
Shakir Husain
M Phil Scholar, Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan

Abstract

Nullification has much importance to resolve contradiction of Ḥadiths. There are different opinions of the jurists about the conditions of Nullification. This research article aims to discuss different views of jurists about it particularly in the light views of an early theologian Al-Ṭaḥāwī. After defining the term Nullification in its meanings، forms and conditions have been described and analyzed. Analytical method of research has been adopted to conduct the research. It can be concluded that al-Ṭaḥāwī agrees in most of the conditions of abrogation to the jurists but he has different point of view about more power of abrogating order over abrogated. He is in favour of equality of both abrogating and abrogated orders.

Keywords: Ḥadīth, Nullification, Al-Ṭaḥāwī, Conditions, abrogation

تمہید

مختلف الحدیث کو حل کرنے کے لئے جو اصول استعمال ہوتے ہیں نسخ، ترجیح اور تطبیق اہم ہیں ان میں سے ایک اصول نسخ ہے جس کے ساتھ اختلاف کو ختم کیا جاتا ہے البتہ اس بات کی وضاحت نہایت ضروری ہے کہ ناسخ و منسوخ کے بارے معرفت حاصل کرنا ہر کس وناکس کا کام نہیں ہے بلکہ یہ انتہائی اعلی ذہن رکھنے والے اہل علم کا خاصہ ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں حدیث کی خدمت میں صرف کر دیں ان شخصیات میں امام طحاوی تیسری صدی ہجری کی ایک ایسی نابغہ روزگار شخصیت ہیں جو حدیث اور فقہ دونوں میادین کی جامع ہے۔ اس مختصر مقالہ میں نسخ کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم اور صورتیں اور اس کی شرائط وغیرہ ذکر کی گئی ہے اور ان کے بارے میں اصولیین بالخصوص امام طحاوی کے نقطہ نظر پر بحث کی گئی ہے۔

CC BY

نسخ کا لغوی معنی

نسخ کے لغوی معنی زائل کرنا، ختم کرنا اور باطل قرار دینا کے ہیں لیکن زائل کرنا بدل دینے کے ساتھ بھی آتا ہے یعنی کسی چیز سے بدل دینا جیسے علامہ ابن منظور نسخ کا لغوی معنی "ازالہ" بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں نسخت الشمس الظل[1] سورج نے سائے کو زائل کر دیا یعنی سائے کو دھوپ میں بدل دیا۔ قرآن مجید میں اس کی مثال مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا[2] ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے یا کسی آیت کو بھلاتے نہیں ہیں مگر اس سے بہتر یا اس جیسی آیت لے آتے ہیں اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے نسخت الرّيح الْآثَار ہوا نے قدموں کے نشان زائل کر دیئے یعنی ختم کر دیئے گویا یہ ازالہ باطل کرنے اور شے کو اٹھا دینے کے معنی میں ہے اس میں بدل دینے کا مفہوم نہیں ہے یعنی یہ ازالہ بغیر بدل کے ہے۔ قرآن مجید میں اس کی مثال فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِه[3] اللہ تعالی شیطانی رخنے کو جلد مٹا دیتا پھر یہ کہ اللہ تعالی اپنی آیات کو مستحکم بنا دیتا ہے۔ بعض اوقات نسخ نقل اور تحویل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ نقل کا معنی یہ ہے کہ چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنا کہ جہاں سے نقل کی گئی ہے وہاں پر بھی اس کا وجود باقی رہے جیسے عرب کہتے ہیں۔ نسخت الکتاب ای نقلت ما فيهِ الی آخر میں نے کتاب کو منسوخ کیا یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کیا۔ اس پر قرآن کی یہ آیت واضح دلیل ہے إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُون[4] ہم لکھ لیا کرتے تھے جو تم عمل کیا کرتے تھے ۔ تحویل کا معنی کسی چیز کا ایک حالت سے دوسری حالت میں اس طرح منتقل ہونا ہے کہ فی نفسہ اس کا وجود باقی رہے۔ جیسے کہا جاتا ہے نسخت النحل ای نقلتها من خلية الی خلية اخرى[5] میں نے شہد کو ایک خلیہ سے دوسرے خلیہ میں منتقل کیا۔ چھتے سے شہد کو نکالنا اسی معنی میں ہے۔

اسی طرح لفظ مناسخات ماخوذ ہے مناسخات فی المواریث (یعنی ایک وارث سے دوسرے وارث کی طرف مال منتقل کرنا) سے۔[6] اس میں مال چونکہ ایک سے دوسرے وارث کی طرف منتقل ہوتا ہے لیکن فی نفسہ قائم رہتا ہے۔

نسخ کا حقیقی اور مجازی معنی

اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ازالہ اور نقل و تحویل میں سے نسخ کا حقیقی معنی کونسا ہے اور مجازی معنی کونسا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ نسخ ان دونوں معانی میں مشترک ہو۔ اہل علم کی ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ نسخ کا حقیقی معنی ازالہ ہے جبکہ نقل و تحویل کے معنی میں یہ بطور مجاز استعمال ہوتا ہے[7] امام رازی کی بھی یہی رائے ہے۔ مشہور شافعی اصولی فقیہ قفال شاشی کے نزدیک نسخ کا حقیقی معنی نقل و تحویل ہے جبکہ ازالہ مجازی معنی ہے۔ قاضی ابو بکر باقلانی اور آپ کے پیروکاروں کے نزدیک نسخ ان دونوں معانی میں مشترک استعمال ہوتا ہے۔ تینوں طرح نقطہ نظر رکھنے والے حضرات نے اپنے اپنے موقف کی تائید میں دلائل پیش کئے ہیں۔[8] امام سرخسی نے ازالہ، نقل اور تحویل تینوں معانی کو مجازی قرار دیا ہے۔[9] نسخ لغوی اعتبار سے ازالہ اور نقل و تحویل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس کا معنی حقیقی ازالہ ہے یا نقل و تحویل۔

ایک گروہ کے نزدیک ازالہ اس کا حقیقی معنی ہے اور نقل و تحویل مجازی، قفال شاشی کے نزدیک نقل و تحویل حقیقی ہے اور ازالہ مجازی جبکہ امام ابو بکر باقلانی اسے دونوں معانی میں مشترک مانتے ہیں۔

نسخ کا اصطلاحی معنی

اصول فقہ کے ماہرین نے مختلف الفاظ میں نسخ کی اصطلاحی تعریفات ذکر کی ہیں۔ ہم یہاں ان میں سے چند ایک تعریفات ذکر کریں گے۔ امام فخر الدین رازی نسخ کی تعریف یوں کرتے ہیں النسخ هو بيان انتهاء امر حكم شرعي بطريق شرعي متراخ عنه[10] کسی شرعی حکم کی انتہا کا بعد میں آنے والی، شرعی دلیل کے ذریعے بیان کرنا نسخ کہلاتا ہے۔ علامہ ابن حاجب نے یہ تعریف بیان کی ہے النسخ هو رفع الحكم الشرعي بدليل شرعي متاخر[11] نسخ سے مراد کسی حکم شرعی کا بعد میں آنے والی کسی شرعی دلیل سے ختم ہو جانا ہے الشیخ محمد الخضری بک ان الفاظ میں اس کی تعریف کرتے ہیں هو رفع الشارع حكما شرعيا بدليل شرعي[12] شارع کا کسی حکم شرعی کو کسی شرعی دلیل سے منسوخ قرار دینا نسخ کہلاتا ہے۔ امام آمدی ان الفاظ میں نسخ کی تعریف کرتے ہیں خطاب الشارع المانع من استمرار ما ثبت من حكم خطاب شرعي سابق[13] شارع کا ایسا خطاب جو سابقہ شرعی خطاب کے ذریعے ثابت شدہ حکم کے جاری رہنے کا مانع ہو۔ اس تعریف میں خطاب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جبکہ بعض اوقات عمل کے ساتھ بھی نسخ ہوتا ہے اس لئے یہ تعریف جامع نہیں ہے۔ امام زرکشی نے نسخ کی تعریف یہ کی ہے هو رفع الحكم الشرعي بخطاب[14] اس پر بھی خطاب کے لفظ کے حوالے سے اعتراض کیا جاتا ہے اس تعریف میں تراخی کی شرط بھی نہیں اور تراخی کے بغیر نسخ نہیں ہو سکتا۔ امام شوکانی نے یہ تعریف ذکر کی ہے هو رفع الحكم الشرعي بمثله مع تراخ عنه[15] شرعی حکم کا اسی کے مثل بعد والے حکم سے اٹھ جانا نسخ کہلاتا ہے۔

راجح تعریف

امام فخر الدین رازی کی بیان کردہ تعریف اور امام شوکانی کی تعریف کو باقی تعریفات سے جامع مانع کہا جا سکتا ہے کیونکہ ان میں جامعیت پائی جاتی ہے اور اعتراضات کے جوابات بھی ان سے مل جاتے ہیں اس لئے ان دونوں بزرگوں کی تعریف راجح تعریف ہے واللہ اعلم بالصواب

نسخ کا جواز

امام فخر الدین رازی تحریر کرتے ہیں ہمارے نزدیک عقلاً و نقلاً دونوں اعتبار سے نسخ جائز ہے۔ البتہ علماء یہود نے اس کے وجود کا انکار کیا ہے۔ بعض مسلمانوں سے بھی اس کا انکار منقول ہے لیکن ہمارے نزدیک نسخ کے جواز کی دو دلیلیں ہیں ایک یہ کہ تمام امت کا نسخ کے وجود پر اجماع ہے۔ دوسری یہ کہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت قطعی دلائل سے ثابت ہے اور آپ ﷺ کی رسالت کا یقینی مطلب یہ ہے کہ سابقہ رسل کی شریعت کے کل یا بعض احکام منسوخ ہو چکے ہیں۔[16] نسخ کے وجود کے منکرین یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک فعل میں دو پہلو ہوتے ہیں ایک اچھا پہلو اور دوسرا قبیح پہلو، اچھی بات سے روکنا یا قبیح کام کا حکم دینا دونوں جہالت یا سفاہت کا ثبوت ہیں۔[17] اس لئے نسخ درست نہیں کہ یہ دونوں چیزیں اللہ تعالی کی شان کے لائق نہیں۔ لیکن نسخ میں یہ چیز نہیں ہے کیونکہ ہر کام میں خیر اور شر دونوں پہلو موجود ہوتے ہیں اگر اس میں خیر کا پہلو غالب ہے تو اس کو کرنا بہتر ہوتا ہے اور اگر شر کا پہلو غالب ہے تو پھر اس سے دور رہنا بہتر ہوتا ہے جب اللہ تعالی کسی کام کے کرنے کا حکم ارشاد فرماتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس میں خیر اور بھلائی کا پہلو غالب ہے اور جب اس سے منع کر کے کسی اور کام کا حکم ارشاد فرماتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا حکم جو بعد میں دیا جا رہا ہے اس مین پہلے حکم سے زیادہ خیر اور بھلائی موجود ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ نسخ اللہ تعالی کے شایان شان نہیں یہ سراسر غلط ہے۔

امام طحاوی اور نسخ کا معنی

مام طحاوی رحمہ اللہ اختلاف اور تعارض کو دور کرنے کے لئے اکثر اوقات نسخ کو استعمال کرتے ہیں درج ذیل سطور میں امام طحاوی کے نزدیک نسخ کا معنی و مفہوم بیان کیا گیا ہے:

ا۔ امام طحاوی کے نزدیک نسخ سے مراد پہلے سے موجود حکم کا بعد والے دوسرے حکم سے اٹھ جانا ہے اور پہلے عمل کا باطل ہونا ہے اس حوالے سے امام صاحب فرماتے ہیں فأمّا إذا نسخ فنهى أن تصلّى فريضة مرّتين فقد ارتفع ذلك المعنى الذيله صلّىبكل ركعتين وبطل العمل به"[18] لہذا جب نسخ ثابت ہو گیا تو فرض کو دوبارادا کرنا منع ہو گا کہ اس نسخ نے پہلے حکم پر عمل کرنا باطل کر دیا۔

۲۔ نسخ کے لغوی معانی بیان کرتے ہوئے ایک معنی یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس سے مراد ہے حکم کا تبدیل ہونا اور اسے بدل کی طرف پھیر دینا اور بدل ہی اس کا ناسخ حکم ہوتا ہے امام طحاوی بھی اس معنی میں نسخ کا لفظ استعمال کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں لأنّ النسخ إنّما يلحق الشرائع فينسخ منها ما كان حراماً إلى أن يجعله حلالاً، وما كان منها حلالاً إلىأن يجعله حراماً"[19] بے شک نسخ شرعی احکامات میں نافذ ہوتا ہے اور حتی کہ حرام کو منسوخ کر کے حلال میں بدل دیتا ہے اور حلال کو منسوخ کر کے حرام میں تبدیل کر دیتا ہے

اس عبارت سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ امام طحاوی نسخ کا معنی تبدیل کرنا مراد لے رہے ہیں۔

۳۔ امام طحاوی نے ایک جگہ نسخ کا معنی یہ مراد لیا ہے کہ یہ عمل کا کسی حکم کی وجہ سے ترک کرنا اور اسے شرعی احکامات سے نکالنا ہے جیسا کہ لکھتےہیںقال أهل العلم بالتأويل : إنّ للنسخ وجهان أحدهما: نسخ العمل بها في الآي المنسوخة وإن كانت الآي المنسوخة قرآناً كما هي، والآخر:إخراجها من القرآن وهي محفوظة في القلوب، أو خارجة من القلوب غير محفوظة[20] تاویل کے ماہرین کا کہنا ہے کہ نسخ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ منسوخ آیت میں عمل کا نسخ اگرچہ منسوخ آیت قرآن کا حصہ ہو (یعنی تلاوت منسوخ نہ ہو صرف حکم منسوخ ہو) اور دوسرا یہ کہ اس کا قرآن سے بھی نکال دینا کہ دلوں میں محفوظ ہو یا دلوں سے بھی نکال کر غیر محفوظ کر دینا (یعنی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں)

۴۔ نسخ کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے امام طحاوی یہ بیان کرتے ہیں کہ ناسخ اور منسوخ دونوں حکم شرعی ہیں اور بعد والا حکم ناسخ ہوتا ہے پہلا منسوخ۔ فرماتے ہیںفكان ذلك ناسخاً له، لأنّ ما تأخر من حكم رسول الله ﷺينسخ ما تقدّم منه[21]

مذکورہ عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے نسخ کے جو معنی بیان کئے اور جو توجیہات ذکر کی ہیں وہ علماء اصولیین کے بیان کردہ معانی اور تشریحات کے مطابق ہیں

نسخ کی صورتیں

نسخ کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں جن میں قرآن کا قرآن سے منسوخ ہونا، قرآن کا سنت سے منسوخ ہونا، حدیث کا قرآن سے منسوخ ہونا اور سنت کا سنت سے منسوخ ہونا شامل ہے اب ان سب صورتوں کی وضاحت درج ذیل سطور میں بیان کی جاتی ہے اور اہل علم نے جو اس حوالے سے اختلافات کئے ہیں ان کو بھی اختصار سے بیان کیا جائے گا تاکہ صورت مسئلہ واضح ہو سکے

ا۔ نسخ القرآن بالقرآن

نسخ القرآن بالقرآن کا بیان قرآن مجید کی متعدد آیات میں بھی موجود ہے۔ مثلا اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہےوَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍوَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ[22]جب ہم نے ایک آیت کو دوسری آیت سے بدل دیا اور اللہ تعالی جو کچھ نازل فرماتا ہے(اسے) اچھی طرح جانتا ہےيَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ[23]اللہ تعالی جو چاہتا ہے اسے ختم کر دیتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہےمَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا[24](جب بھی) ہم کسی آیت کو منسوخ قرار دیتے یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے برابر دوسری آیت نازل کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بیوہ کے لیے عدت پہلے ایک برس مقرر کی تھی۔مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ[25]پھر چار ماہ دس دن کا حکم نازل ہوا۔وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا[26]ان آیات طیبات میں اللہ تعالی نے نسخ فی الآیات کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ نسخ کا ہونا جائز ہے اور نسخ کی ایک صورت آیات قرآنی کا آیات قرآنی سے نسخ ہے جس پر اہل علم نے اپنی تصانیف میں مفصل ابحاث کی ہیں امام طحاوی رحمہ اللہ بھی اس نسخ کی صورت سے اتفاق کرتے ہیں آپ فرماتے ہیںنسخ العمل بما في الآية المنسوخة وإن كانت الآية المنسوخة قرآناً كما هي[27]اس عمل کا منسوخ ہونا جو آیت منسوخہ میں ہے اگرچہ منسوخ ہونے والی آیت بھی (ناسخ کی طرح) قرآن کا حصہ ہو۔ اس سے پتہ چلا کہ امام طحاوی اس قسم کے نسخ سے متفق ہیں جس میں حکم منسوخ ہو اور آیت کی تلاوت منسوخ نہ ہو اور اس سے بھی کہ اگر آیت اور حکم دونوں منسوخ ہوں۔

۲۔ نسخ القرآن بالسنۃ

اس کی دو قسمیں ہیں

(i) نسخ القرآن بالسنۃ المتواترہ

اس بارے میں علماء کے چار مذاہب ہیں:

1۔ سنت متواترہ کے ذریعے قرآن کا نسخ عقلاً جائز ہے۔ البتہ شرعاً ممنوع ہے۔ امام شافعی، ایک روایت کے مطابق اماماحمد اور بہت سے علماء کی یہی رائے ہے۔

2۔ سنت متواترہ کے ذریعے قرآن کا نسخ عقلاً و شرعاً دونوں طرح سے جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ، آپ کے اصحاب، امام مالک اور آپ کے اصحاب اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل، اکثر شافعی فقہاء، اشاعرہ و معتزلہ میں سے اکثر متکلمین کی یہی رائے ہے۔ عقلی طور پر اس وجہ سے کہ قرآن اور حدیث دونوں ایک دوسرے کو منسوخ کر سکتے ہیں اور شرعا اس وجہ سے کہ یہ شرعی طور پر واقع ہو چکا ہے جس پر نصوص گواہ ہیں مثلا وصیت والی آیت[28]فرمان نبوی ﷺ لا وصية لوارث سے منسوخ ہے[29]اسی طرح فرمان الہیفَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا[30]اللہ تعالی کے نبی ﷺ کے فرمان خذوی عنی قد جعل الله لهن سبيلا ۔۔۔۔سے منسوخ ہے[31]اس کے علاوہ اللہ تعالی نے نبی پاک ﷺ کو کتاب کی وضاحت اور تبیین کے لئے مبعوث فرمایا ہے فرمان الہی ہےلِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ[32] اس آیت مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے رسول پاک ﷺ کا یہ فرض منصبی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ قرآن مجید جو وحی متلو ہے اس کے احکامات پر وحی غیر متلو (یعنی حدیث) کے ذریعے حکم لگا سکتے ہیں اور کسی حکم کی مدت کا بیان اور اس کی حد بیان

کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جمہور اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى[33] کہ قرآن اور سنت میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ قرآن وحی متلو ہے اور سنت وحی غیر متلو ہے۔ لہٰذا ان دونوں کا ایک دوسرے کو منسوخ کرنا جائز ہے۔ بلکہ واقع بھی ہو چکا ہے۔ جیسے نماز میں بیت المقدس کی طرف منہ کرنا سنت سے ثابت تھا تو اللہ کے قول "فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"[34] سے منسوخ ہو گیا اور پہلے بھی بیان ہوا کہ اللہ کے قول "كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ[35]" سے وصیت کا وجوب ارشاد نبوی ﷺ "لاوصية لوارث[36]" سے منسوخ ہو گیا۔

3۔ اس کے مقابلے میں ایک موقف یہ ہے کہ سنت متواترہ کے ذریعے قرآن کا نسخ عقلاً و شرعاً دونوں طرح سے ناجائز ہے۔ اس بات کے حامی کہتے ہیں کہ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ[37] میں حکم کی وضاحت کرنا مراد ہے نسخ نہیں کیونکہ فرمان الٰہی ہے قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي[38] اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اعلان کرنے حکم دیا ہے کہ میں اپنی خواہش نفس سے کوئی چیز نہیں بدل سکتا۔ دوسرا یہ کہ نسخ والی آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ میں اللہ تعالیٰ نے نسخ کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے اس لئے نسخ القرآن بالسنہ جائز نہیں ہے۔

4۔ سنت متواترہ کے ذریعے قرآن کا نسخ عقلاً و شرعاً دونوں طرح سے جائز ہے۔ البتہ یہ وقوع پذیر نہیں ہوا۔

(ii) نسخ القرآن بخبر الاحاد

قرآن مجید کے اخبار احاد سے منسوخ ہونے کے دو پہلو ہیں۔ اس مسئلے کا عقلی پہلو اور اس کا شرعی پہلو دونوں کے حوالے سے اہل علم نے اپنا اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے

1۔ عقلی حکم: خبر واحد کے ذریعے قرآن کا حکم منسوخ کر دینا عقلاً جائز ہے اور بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ اس بارے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا جیسا کہ آمدی نے "الاحکام"[39] اور امام رازی نے "المحصول"[40] میں اس کی تصریح کی ہے

2۔ شرعی حکم: اس بارے میں علماء کے تین مذاہب ہیں: ۱۔ یہ شرعاً ناجائز ہے ابن قدامہ اور جمہور علماء کی یہی رائے ہے۔ ۲۔ یہ شرعاً جائز ہے۔ داؤد ظاہری اور ابن حزم کی یہی رائے ہے۔ 3۔ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں یہ جائز تھا۔ آپ کے بعد ناجائز قرار پایا۔ امام غزالی اور ابو الولید الباجی اس بات کے قائل ہیں[41] اپنی اپنی کتب میں انہوں نے اس کی وضاحت دلائل کے ساتھ پیش کی ہے جس کا مطالعہ وہاں کیا جا سکتا ہے۔

3۔ نسخ السنۃ بالسنۃ: سنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعے سنت رسول کے نسخ کی مثال متعہ کے جواز کی حرمت ہو سکتی ہے کہ پہلے اسے خاص موقع کی مناسبت سے جائز قرار دیا گیا پھر اس کو منع کر دیا گیا سلمة بن الأكوع رضي الله عنه سے مروی ہے وہ کہتے ہیں "أذن رسول الله صلى الله على وسلمفي متعة النساء ثم نهى عنها"[42] اس کی چار صورتیں ہیں: ۱۔ سنت مقطوعہ کا سنت مقطوعہ کے ذریعے نسخ۔ ۲۔ خبر واحد کا خبر واحد کے ذریعے نسخ۔ ۳۔ خبر مقطوع کے ذریعے خبر واحد کا نسخ۔ ۴۔ خبر واحد کے ذریعے خبر متواتر کا نسخ۔

۴۔ نسخ السنۃ بالقرآن: امام شافعی کے نزدیک یہ جائز ہے اور اس کا وجود بھی ثابت ہے۔ مثال کے طور پر قرآن میں حکم نازل ہوا۔ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ[43] یہ آیت مباشرت کی تحریم کے حکم کو منسوخ قرار دیتی ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ مباشرت کی تحریم قرآن سے ثابت نہیں ہے تو لازمی طور پر سنت میں اس کا حکم وارد ہوا ہو گا۔ لہٰذا نسخ السنۃ بالقرآن کی یہ بہترین مثال ہے[44] سابقہ سطور میں اصول فقہ کے ماہرین کی آراء کی روشنی میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ

کی کتاب اور اسکے رسولکی سنت میں بعض احکام منسوخ ہیں اور بعض ناسخ ہیں۔ علم فقہ جو دراصل علم الاحکام بالحلال والحرام ہے اس میں احکام کے ناسخ اور منسوخ ہونے کا علم نہایت ضروری ہے اسی طرح علم حدیث میں ناسخ و منسوخ احادیث میں تمیز ضروری ہے کیونکہ یہ احادیث بہت سے تفریعی مسائل کے لیے اصل کا حکم رکھتی ہیں اور کسی منسوخ حدیث کو مقیس علیہ قرار دے کر کوئی بھی فقیہ تفریعی مسائل میں بہت سی غلطیوں کے صدور کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ کلام اللہ کی آیات معین ہیں اس میں ناسخ و منسوخ کی وضاحت کرتے ہوئے مفسرین اور فقہا کے درمیان بہت زیادہ اختلاف رائے پایا جاتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں احادیث کا ذخیرہ بے شمار ہے۔ اس میں ناسخ اور منسوخ کی پہچان اور پھر دلائل و شواہد کے ہمراہ اس کا ثبوت فراہم کرنا حدیث یا فقہ کے عام ماہر کے بس کا روگ نہیں ہے اس کے لئے کسی ایسی شخصیت کی ضرورت ہے جو ایک طرف بالغ نظر فقیہ ہو اور دوسری جانب وسیع النظر محدث۔

علم حدیث میں ناسخ اور منسوخ کی وضاحت میں سب سے نمایاں مقام جن شخصیات کو حاصل ہے ان میں ایک امام شافعی رحمہ اللہ ہیں اور دوسری شخصیت جو فقہاء و محدثین دونوں کے مسلم امام و پیشوا سمجھے جاتے ہیں وہ امام الفقیہ المحدث، البارع، الحافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلمہ الطحاوی الازدی المصری الحنفی ہیں۔ اللہ تعالی ان دونوں بزرگوں پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے اور ان کے علم کی برکت کی خیرات ہمیں بھی عطا فرمائے آمین

نسخ کی شرائط

نسخ جو شریعت اسلامی کا ایک اہم اصول اور ضابطہ ہے جس کا وقوع پزیر ہونا مسلم ہے اس کی مثالیں قرآن میں بھی موجود ہیں اور اہل علم نے اس پر بہت توجہ دی اور کتب تحریر کی ہیں۔ علماء اصولیین نے نسخ کے واقع ہونے کے حوالے سے کچھ شرائط بیان کی ہیں ان شرائط کو درج ذیل سطور میں بیان کیا جاتا ہے اور اس کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ کا ان شرائط کے حوالے سے نقطہ نظر بیان ہو گا۔

۱۔ ناسخ کا دلیل شرعی ہونا: نسخ کی شرائط میں سے ایک اہم شرط یہ بیان کی جاتی ہے کہ ناسخ دلیل شرعی یا خطاب شرعی ہو تو نسخ ہو گا اگر ناسخ دلیل شرعی یا خطاب شرعی نہیں ہے تو نسخ شمار نہیں ہو گا[45] مثلا اگر کوئی دلیل عقلی ہے تو اس سے دلیل شرعی کا نسخ نہیں ہو سکتا، جیسے ایک شخص مجنون یا پاگل ہو جائے تو اس پر شرعی احکامات ساقط ہو جاتے ہیں یا موت واقع ہونے کی صورت میں احکام شرعی پر عمل کرنا ختم ہو جاتا ہے تو اسے ہم نسخ شمار نہیں کرسکتے کیونکہ یہ دلیل شرعی یا خطاب شرعی میں سے نہیں ہے۔ اگرچہ اس مثال میں پیش آنے والے عوارض بھی اللہ تعالی کی طرف سے ہی آتے ہیں لیکن ان کا حکم ایک شرعی حکم نہ ہے اس لئے ان کو ہم نسخ میں شمار نہیں کر سکتے۔

۲۔ ناسخ کا منسوخ کے بعد ہونا: دوسری شرط یہ ہے کہ ناسخ، منسوخ کے بعد کا حکم ہو تو نسخ ہو گا[46] اگر ناسخ پہلے کا حکم ہو اور منسوخ بعد کا تو نسخ متحقق نہیں ہو گا کیونکہ ناسخ پہلے سے موجود حکم کو ختم کرتا ہے اور بعد میں آتا ہے ناسخ پہلے نہیں ہو سکتا۔ اس پر اللہ تعالی کا فرمان بھی شاہد ہے کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا[47] ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے یا کسی آیت کو بھلاتے نہیں ہیں مگر اس سے بہتر یا اس جیسی آیت لے آتے ہیں۔

۳۔ ناسخ کا منسوخ کے مساوی یا قوی ہونا: تیسری شرط یہ ہے کہ ناسخ اپنے ثبوت اور قوت و استیناد کے اعتبار سے منسوخ حکم کے برابر یا قوی ہو تو نسخ ہو گا ورنہ نہیں[48] کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد پاک ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ

مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا[49]" (جب بھی) ہم کسی آیت کو منسوخ قرار دیتے یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے برابر دوسری آیت نازل کر دیتے ہیں"۔ اس سے پتا چلا کہ ناسخ حکم، منسوخ حکم سے بہتر ہوتا ہے یا کم از کم اس کے برابر ضرور ہوتا ہے۔

۴۔ منسوخ حکم شرعی ہو: نسخ کی شرائط میں سے ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ منسوخ ہونے والا حکم، حکم شرعی ہو[50] عقلی احکام میں نسخ نہیں ہوگا جیسا کہ براۃ اصلیہ کا شرعی عبادات سے اٹھایا جانا نسخ میں شمار نہیں ہوگا کیونکہ براۃ اصلیہ عقلی احکامات میں سے ہے شرعی احکامات میں سے نہیں ہے لہذا ان میں نسخ شمار نہیں کیا جائے گا۔ گویا ناسخ اور منسوخ دونوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ حکم شرعی ہوں اگر ان میں سے ایک بھی حکم شرعی نہ ہو تو ان میں نسخ ثابت نہ ہوگا۔

۵۔ احکام شرعیہ عملیہ کا ہونا: ایسے احکامات جو شرعی اور عملی ہوں ان میں نسخ ہوگا عقائد کے احکامات میں نسخ شمار نہیں ہوتا[51] اس سے مراد یہ ہے کہ شرعی احکامات یعنی نماز، روزہ، حج، اور دیگر معاملات سے متعلقہ امور میں نسخ واقع ہوتا ہے عقائد میں نہیں۔

۶۔ منسوخ حکم موبد اور موقت نہ ہ: منسوخ ہونے والا حکم موبد نہ ہو اور نہ وہ موقت ہو ورنہ نسخ شمار نہیں ہوگا[52] یعنی منسوخ ہونے والا حکم ابدی نہ ہو اور نہ ہی اس کے ساتھ وقت کی قید ہو اگر ایسا ہے تو پھر وہ ناسخ منسوخ میں شمار نہ ہوگا۔

۷۔ جمع کے امکان کا نہ ہونا: ایک اہم شرط یہ ہے کہ دو متعارض نصوص میں جمع کا امکان اگر نہ ہو تو ان میں نسخ ہوگا[53] امام نووی اس حوالے سے لکھتے ہیں وأمّا من زعم نسخاً أو غيره فقد غلطغلطاً فاحشاً وكيف يصار إلى النسخ مع إمكان الجمع[54] جس نے نسخ یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کا گمان کیا تو اس نے بڑی واضح غلطی کی امکان جمع کے ہوتے ہوئے نسخ کیسے کیا جا سکتا ہے لیکن اس حوالے سے ماہرین کا اختلاف ہے کہ نسخ کو مقدم رکھا جائے یا جمع و توفیق کو۔

شرائط نسخ اور امام طحاوی

امام طحاوی جب دو متعارض روایات یا نصوص میں جمع کا امکان دیکھتے ہیں تو انہیں جمع کر دیتے ہیں اگر جمع کا امکان نہ ہو تو ان میں نسخ کا اعتبار کرتے ہیں جیسا کہ رفع حاجت کے دوران استقبال قبلہ سے منع کرنے والی روایت اور عمل رسول ﷺ سے رفع حاجت کے دوران استقبال قبلہ ثابت کرنے والی روایت کے مابین اس طرح جمع و توفیق کرتے ہیں کہ منع کرنے والی روایت صحراء اور کھلے میدان میں قضائے حاجت پر محمول ہوگی اور عمل رسول ﷺ کو بیت الخلاء میں یعنی چار دیواری کے اندر قضائے حاجت پر محمول کیا جائے گا۔[55] ناسخ اور منسوخ دونوں کے حکم شرعی ہونے کی شرط کے حوالے سے امام طحاوی اس سے متفق نظر آتے ہیں کہ ناسخ اور منسوخ دونوں کا حکم شرعی ہونا ضروری ہے تب ان میں نسخ ہوگا فرماتے ہیں.."فكان ذلك ناسخاً له لأنّ ما تأخر من حكم رسولالله ﷺ ينسخ ما تقدّم منه[56] تو یہ اس کا ناسخ ہوگا کیونکہ رسول پاک ﷺ کا بعد والا حکم پہلے والے حکم کا ناسخ شمار ہوتا ہے۔ اس عبارت میں حکم کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نسخ کے لئے حکم شرعی کے ہونے کو لازمی قرار دیتے ہیں کیونکہ حکم کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا اسے حکم شرعی قرار دینا ہے۔ اسی طرح منسوخ کے حکم شرعی و عملی ہونے اور عقائد اور اخبار سے متعلق نہ ہونے کی شرائط کے حوالے سے امام طحاوی اتفاق کرتے ہیں البتہ ناسخ اور منسوخ دونوں کے مساوی ہونے کی شرط سے اتفاق کرتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے۔ انکی یہ عبارت اس بات کی نشاندہی کر رہی ہے "ففي هذه الآثار المتواترة النهي عن لبس الحرير فاحتمل أن يكون نسخت ما فيه الإباحة للبسه، واحتمل أن يكون ما فيه إباحة هو الناسخ فنظرنا فيذلك لنعلم الناسخ من ذلك من المنسوخ"[57] "تو یہ متواتر آثار کہ جن میں ریشم کے پہننے کی ممانعت ہے اس بات کا

احتمال بھی رکھتے ہیں کہ یہ ان آثار کو منسوخ کرنے والے ہوں جن میں اس کی اباحت ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ جن آثار میں پہننے کی اجازت ہے وہ ناسخ ہوں تو ہم نے ان میں ناسخ اور منسوخ معلوم کرنے کے لئے غور کیا"۔اس عبارت میں اس بات کی طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ امام طحاوی متواتر اور غیر متواتر دونوں میں سے ایک دوسرے کے ناسخ اور منسوخ ہونے کا احتمال ذکر کر رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاید ناسخ اور منسوخ کے برابر یا ناسخ کے منسوخ سے قوی ہونے کی شرط سے اتفاق نہیں کرتے۔

خلاصہ بحث

اس بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ شریعت کے احکام میں نسخ کی ضرورت و اہمیت مسلم ہے اور اس سے آگاہی حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے لیکن اس کی شرائط کا پایا جانا بھی لازمی امر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اصولیین نے اس کی جو شرائط بیان کی ہیں ان کے بغیر نسخ کا پایا جانا ممکن نہیں امام طحاوی رحمہ اللہ نے کچھ شرائط کے حوالے سے ان اصولیین سے اتفاق کیا ہے اور کچھ سے اتفاق نہیں کیا ہے۔اس ضمن میں یہ بات بہت اہم ہے کہ نسخ کی اہمیت کے پیش نظر تحقیقی کام کی بہت ضرورت ہے۔ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر مقالات لکھے جانے چاہیئں جن میں اس کا عملی اطلاق کر کے مسائل کے حل کرنے میں معاونت کی جائے۔

References

[1]Ibn e Manzoor Afriqī, Muḥammad bin Mukarram, Lisān al Arab, Dār e ṣādir, Beruit, No Publication Year, 3/61
[2]Al-Baqarah 2 :106
[3]Al Ḥajj 22: 52
[4]Al Jathia 45: 29
[5]Al Zubaidī, Muḥammad bin Muḥammad, Tāj al A'roos min Jawāhir al Qāmoos, Dār e ṣādir, Beruit, 2/282
[6]Ibn e Manzoor Afriqī, Lisān al Arab, 6/4407
[7]Al Shoukānī, Muḥammad Sayed Ali, Irshad al Faḥool, Matba al Sa'adah, Egypt, 1327, p 171
[8]Al Qarafī, Ahmad bin Idrees, Nafais al Uṣul fi Sharaḥ al Maḥṣul, Nazar Mustafa al bāz, Egypt, no Date, 6/249
[9]Sarkhasi, Uṣul e Sarkhasi, Dār al fikr , Beruit, p. 331
[10]Rāzī, Muḥammad bin Umar, al Maḥṣul fi Ilm al Uṣul Taḥqīq Dr. Jabir Fiaz Alvv, Beruit, Moasisa al Risala, 1418 H, 3/423
[11]Ibn e Hajib, Sharah Mukhtasar, ibn e Rajab, p. 324
[12]Buk al Sheikh Muḥammad al Khazarī, Uṣul al Fiqh, Dār Ihya altoraTh al Arabi, Beruit, 1969, p 250
[13]Al Āmdī, al Aḥkām fi Uṣul al Aḥkām, 3/ 101
[14]Zarkashī, al Baḥr al Muḥeet, 5/197
[15]Al Shoukānī, Irshād al Faḥool, p 171
[16]Rāzī, al Maḥṣul fi Ilm al Uṣul, p. 423
[17]Al Qarafī, Nafais al Uṣul fi Sharaḥ al Maḥṣul, 6/249
[18]Al-Ṭaḥāwī, M'ānī al-Athār, Kitāb-al-Hudood, bāb Salat al Khowf kaifa howa, (Karachi, Ḥ. M. Saeed Company, 1987) 1/316
[19]Al-Ṭaḥāwī, Mushkil al-Athār, bāb Bian mushkil ma rowia an Ali Radhi Allah anho, (Karachi, Ḥ. M. Saeed Company, 1987) 4 : 365

[20]Al-Ṭaḥāwī, Mushkil al-Athār, bāb Bian mushkil qowl Allah azza wa jallah ma nansakh min Ayat, 5 :270
[21]Al-Ṭaḥāwī, M'ānī al-Athār, Kitāb-al-Hudood, bāb Had alzani al muhsin ma howa, 2:78
[22]Al Naḥal, 16/101
[23]Al Ra'd, 13:39
[24]Al Baqara 2: 106
[25]Al Baqara 2:240
[26]Al Baqara 2:234
[27]Al-Ṭaḥāwī, Mushkil al-Athār, bāb Bian mushkil qowl Allah azza wa jalla ma nansakh min Ayat, 5 :270
[28]كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ
Al Baqara, 2: 180
[29]Al-Tirmadhī, Mohammad Ibn 'Isā Jām al-'Tirmdhī , Abwāb -al-waṣaya an Rasool Allah, bab ma ja la waṣiayata liwārith, (Beirūt: Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, 1418), I : 153
[30]Al Nisā, 4:15
[31]Muslim bin Ḥajjāj, aljam e al ṣaḥiḥ, Kitab al Hudud, bab Had al Zina
[32]Al Naḥal, 16:44
[33]Al Najam, 3:53
[34]Al Baqara, 2: 144
[35]Al Baqara, 2: 180
[36]Al-Tirmadhī, Mohammad Ibn 'Isā Jām al-'Tirmdhī , Abwāb -al-waṣaya an Rasool Allah, bab ma ja la waṣiayata liwārith
[37]Al Naḥal, 16:44
[38] Younas, 10:15
[39]Al Āmadī, al Aḥkām fi Uṣul al Aḥkām, Beruit, al Maktab al Islāmi, No Pulication Year, 3/140
[40]Razī, Muḥammad bin Umar, al Maḥṣul fi Ilm al Uṣul Taḥqiq Dr. Jabir Fiaz Alvi, Beruit, Moasisa al Risala, 1418 H, 3/284
[41]Abdul Kareem, Dr., Sharah Rozat an Nāzir, Riadh, Dār al Asima, 1417 H,2/785,796
[42]Muslim bin Ḥajjāj, al jam e al ṣaḥiḥ, Kitab al Nikah, bab Nikah al Mutate
[43]Al Baqara, 2: 187
[44]Al Qarafi, Nafais al Uṣul fi Sharh al Maḥṣul, 6/259
[45]Al Āmadī, al Aḥkām fi Uṣul alAḥkām, 3/106
[46]Al Āmadī, al Aḥkām fi Uṣul alAḥkām, 3/106
[47]Al Baqara, 2: 106
[48]Al Shoukānī, Irshad al Fahool, p. 172
[49]Al Baqara, 2: 106
[50]Al Āmadī, al Aḥkām fi Uṣul alAḥkām, 3/106
[51]Al Shoukānī, Irshad al Fahool, p. 172
[52]Al Āmadī, al Aḥkām fi Uṣul alAḥkām, 3/106
[53]Barzanji, al-Tarudh wa tarjih, 1/312
[54]Al Nawavi, Sharah Muslim, 7/195
[55]Al-Ṭaḥāwī, M'ānī al-Athār, Kitāb-al-karahat, bāb Istiqbal al Qibla bil Faruj lilghayat wal bowl,
[56]Al-Ṭaḥāwī, M'ānī al-Athār, Kitāb-al-Hudood, bāb Had al-zāni al muḥsin ma howa,
[57]Al-Ṭaḥāwī, M'ānī al-Athār, Kitāb al karahat, bāb lubs al Harir, 2/315